رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۰۹۲

کتاب نما

جلد ۳ | مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی | نمبر ۱۰

جامعہ کے یوم تاسیس پر مکتبہ جامعہ کی نمائش

آج سے کوئی بیس برس پہلے جمعہ ۲۹ر اکتوبر سنہ۲۰ء کو علی گڑھ میں جامعہ کی تاسیس ہوئی۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا محمد علی، حکیم اجمل خاں، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور ملک کے دوسرے رہنما اس تقریب میں شریک تھے۔ یہ تاسیس یونیورسٹی کی مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد بہت سیدھے سادے طریقے پر ہوئی تھی لیکن انتہائی جوش اور ولولے کے ساتھ۔ آج جمعہ ۲۹ر اکتوبر سنہ۴۰ء کو جامعہ کے سب لوگ، اس تقریب کی یادگار منانے جامعہ کی اپنی عمارت تعلیمی مرکز قرول باغ میں جمع ہوئے۔

جن مقاصد کے پیش نظر جامعہ قائم ہوئی تھی، ان کے لئے ان بیس سال میں ہم سے جو کچھ ہو سکا کیا۔ ہمارے کاموں میں غیر معمولی رکاوٹیں تھیں، قدم قدم پر مالی مشکلات تھیں، لیکن پھر بھی ہمارا کام اور پچھلے بیس سال کی محنت قوم کے سامنے ہے۔ اس سے خود خیال کیجئے کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا وہ ہمت بڑھانے والی چیز ہے یا مایوس ہو کر ہمت ہار دینے والی۔

اس وقت ہم جامعہ کے کاموں کے صرف ایک پہلو سے بحث کریں گے۔ اس لئے کہ جامعہ کے کاموں کا یہی جزو مکتبہ جامعہ کے سپرد ہے ——— یعنی اردو زبان کی خدمت اور ملک کے لٹریچر کو آنے والی نسلوں کے لئے مالا مال کرنا۔ مکتبہ کی جانب سے آج کے پروگرام میں دو چیزیں تھیں۔ ایک نمائش اور دوسرے ایک تاریخی مقالہ۔

امیر جامعہ عبد المجید خواجہ صاحب سے نمائش کے افتتاح کی درخواست کرتے ہوئے منیجر صاحب مکتبہ نے مکتبہ کے کاموں کی ایک مختصر کارگزاری پیش کی۔ اس میں انہوں نے جامعہ کے مقاصد سے بحث کرتے ہوئے مکتبہ کو اس کا ایک ضروری جزو قرار دیا اور بتایا کہ مکتبہ اپنی پندرہ سالہ زندگی میں جو کچھ حاصل کر سکا وہ حاضرین کے سامنے عملی شکل میں موجود ہے۔ امیر جامعہ نے مکتبہ کی ترقی اور اس کے کاموں کی وسعت پر جامعہ کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ

"اس وقت جب جامعہ علی گڑھ میں تھی اور میں شیخ الجامعہ تھا اس مفید شعبے کی بنیاد ایک معمولی دوکان کی حیثیت سے رکھی گئی تھی۔ آج الحمد للہ یہ ہندوستان کا سب سے بڑا ادارۂ اشاعت ہے اور ایک مستقل ادارے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس کی کامیابیوں کو دیکھ کر قوم میں اپنی قوت عمل پر بھروسہ کرنے کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔"

جلسے کے فوراً ہی بعد امیر جامعہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے نمائش کا افتتاح کیا۔ یہاں مکتبہ کی کتابیں مختلف میزوں پر باعتبار فن تقسیم کی ہوئی رکھی تھیں۔ دائیں بائیں دیواروں پر مختلف نقشے اور چارٹ تھے جو مکتبے کی تدریجی ترقی کو ظاہر کرتے تھے۔ وسط کی میز پر چند کتابیں تھیں جو اسی روز شائع ہوئی تھیں۔ یہیں سے نمائش کی سیر کرنے والوں کو مکتبہ کی مختلف فہرستیں، کتاب نما اور اشتہارات تقسیم کئے جا رہے تھے اور سامنے ایک مختصر سی دوکان تھی جہاں سے شائقین کتابیں خرید سکتے تھے۔

منیجر صاحب نے امیر جامعہ اور چند دوسرے حضرات کو نمائش کی سیر کرائی۔ شروع میں مکتبہ کے وہ مسودات تھے جو شائع کئے جا چکے ہیں۔ اس کے بعد پیام تعلیم کے سالگرہ نمبر سنہ وار اور اس کے سامنے دیوار پر مختلف قسم کے چارٹ اور نقشے تھے جو اس کی تبدیلیاں اور فائدہ رسانی کو ظاہر کرتے تھے۔ اس کے بعد کی میز سے جامعہ کی مطبوعات کا سلسلہ شروع ہوتا تھا جو فن وار ——— مقالات و انشا، ناول، افسانے، ڈرامے، نظم اور تاریخ وغیرہ کے اعتبار سے تقسیم کی گئی تھیں۔ ان میزوں میں سے تقریباً ہر ایک کے سامنے ایک نقشہ تھا۔ کوئی تو مطبوعات جامعہ کی سنہ وار ترقی کو ظاہر کرتا تھا، کسی میں مصنفین کی تصاویر تھیں۔ نیز اس کے بعد مکتبہ کی چھوٹی سی دوکان تھی۔ اس میں مطبوعات جامعہ اس سلیقے سے رکھی گئی تھیں کہ وہاں پہنچ کر طبیعت چاہتی تھی کہ کوئی نہ کوئی کتاب ضرور ہی دیکھی جائے۔ چنانچہ بہت سے حضرات نے اس حصے کی خصوصیت سے تعریف کی اور اپنے ذوق کی کتابیں خرید بھی فرمائیں۔ آگے چند اور میزیں مطبوعات جامعہ سے مزین تھیں۔ یہاں بھی نقشے آویزاں تھے جن میں سے ایک تو مکتبہ کی سالانہ آمدنی کو ظاہر کرتا تھا۔ دوسرا مکتبہ کی اسٹاک کی اصل قیمت بتلاتا تھا۔ اور تیسرا ان تمام مقامات کو نمایاں کرتا تھا جہاں سے مکتبہ کی کتابیں مل سکتی ہیں۔ اس کے آگے مکتبہ کے وہ مسودات تھے جو اب تک شائع نہیں ہوئے۔ آگے بڑھے تو ہال کا دروازہ تھا۔ اندر داخل ہوئے۔ کوئی دس منٹ بعد اردو اکادمی کا جلسہ زیر صدارت امیر جامعہ شروع ہوا۔ جس میں پروفیسر محمد مجیب صاحب بی اے (آکسن)

نے تاریخ ہند کی تہذیب پر ایک مبسوط اور جامع مقالہ پڑھا۔ مقالہ کی تلخیص ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

یورپ اور ہندوستان کے علماء اس غیر تغیر پذیر مشرق کے متعلق جو رائیں رکھتے ہیں اُن کے باوجود پروفیسر صاحب کے اس مقالے کا دعویٰ تھا کہ ہندوستانی تاریخ زندگی کے ہر شعبے میں ایک مسلسل ارتقائی تحریک کی حامل ہے۔ یہ تحریک بیرونی حملوں اور اندرونی انقلابات کے باعث کبھی ختم نہیں۔ بلکہ اس میں زور آتا گیا۔ گویا ایک مکمل زندگی کے لئے یہ ایک مشترک آرزو تھی جس پر ایک روز افزوں اضافہ پذیر آبادی نے حصہ لیا۔ اور اسے فروغ دیا۔

تاریخ کے مختلف موضوعات پر الگ الگ بحث کرتے ہوئے پروفیسر موصوف نے پہلے یہ واضح کیا کہ ایک مختصر سے خطے سے جس کی آبادی منتشر اور تہذیب و تمدن کے مرکز نہایت دور افتادہ تھے، یہ ملک کس طرح اس حالت کو پہنچا جس کی آبادی گھنی ہے، بسنے والے ایک دوسرے سے واقف ہیں اور انہیں ایک مشترک مقصد کا احساس ہے۔ پھر فاضل مقالہ نگار نے ہندوستان کے سیاسی ارتقاء سے بحث کرتے ہوئے اس دور کی حالت جب قسمت قبیلے ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے اور ایک دوسرے کو مٹا دینے کے لئے کمربستہ رہتے تھے۔ مغلوں کی منظم اور متحد سلطنت اور آج کل کے سیاسی نظام کو پیش کیا۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں صرف مذہبی زندگی میں تیز رفتار تحریک نمایاں رہی تھی۔ اور ہندوستان کی تاریخ میں مذہب کا نہایت اہم اثر قائم تھا۔

مقالے کے اختتام پر پروفیسر صاحب نے ہندوستان کی تاریخ کے متعلق آج کل کی روش کو واضح کیا۔ موجودہ تعلیمی نظام نے جو ہماری اقتصادی تباہی کے وقت وجود میں آیا۔ ہمارے اندر ایسی مضر اور مہلک رقابت پھیلائی اور ہمارے خیالات کی اس طرح مٹی پلید کی کہ آج ہر فرقہ جس طرح ملازمتوں میں تناسب کے پیچھے مرا جاتا ہے اسی طرح وہ تاریخ میں بھی ایک عہد و علیحدہ ذکر کرانا چاہتا ہے۔ قومیت نے اب تک ہماری تاریخ کی قدر نہیں کی تھی۔ اس لئے کہ وہ ہر چیز کو نسل اور اعتقاد کے تنگ نظریات کے ماتحت دیکھنا چاہتی تھی۔ لیکن جوں جوں ہمارا ذہن وسعت پذیر ہوگا ہم پر یہ حقیقت روشن ہو جائے گی کہ ان سطحی اور غیر حقیقی کشیدگیوں اور رنجشوں کا کبھی شائبہ تک نہ تھا۔ اور ہماری تاریخ تعاون، میل اور کامیابی کا ایک طویل اور سبق آموز مجموعہ ہے۔

بچوں اور بچیوں کا باتصویر ماہوار رسالہ

پیامِ تعلیم
دہلی

یہ رسالہ محض بچوں کی خاطر جاری کیا گیا ہے۔ اس میں ان کی دلچسپی کی ہر چیز ہوتی ہے۔ اچھے اچھے مزے دار قصے۔ کہانیاں۔ مفید اور دلچسپ معلومات۔ لطیفے۔ مفید مشغلے۔ لیتھو اور بلاک کی اچھی اچھی تصویریں وغیرہ وغیرہ۔ غرض انہیں پڑھنے کے بعد انہیں کوئی دوسرا مشغلہ تلاش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ پچھلے سال سے ضمیموں کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے۔ ان ضمیموں کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ ایک انجمن بھی "پیام برادری" کے نام سے کھولی گئی ہے۔ اس انجمن کے ذریعے اُن کے لئے نئے نئے دوست فراہم کرنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ تاکہ مفید مشغلوں میں وہ ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔ اسی خیال سے اس کا چندہ بھی صرف

دو روپے آٹھ آنے (۲/۸)

رکھا گیا ہے۔ اسی چندہ میں سالنامہ بھی دیا جاتا ہے۔ یہ سن کر شاید تعجب ہو کر ہندوستان کی کوئی دوسری زبان اب تک "پیام تعلیم" جیسا سالنامہ پیش نہ کر سکی ہے۔ فوراً خریدار بن جائیے تو سالنامہ مفت ملے گا۔ ورنہ ۱۲ر بھیج کر منگانا پڑے گا۔ سالنامہ ۱۵ر اکتوبر کو شائع ہو گیا۔
اگر آپ دسمبر میں بھی خریدار بن جائیں تو سالنامہ مفت ہاتھ آئے گا۔

مکتبہ جامعہ قرول باغ نئی دہلی

سیل حوادث

مترجمہ مولوی سید نور الحسن صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی علیگ۔ مسز ہنری وڈ مشہور و معروف ناول نگار ہیں جو اپنی سیرت نگاری کی وجہ سے ہر شخص کو گرویدہ کر چکی ہیں۔ ان کے بہترین شاہکار "ایسٹ لین" کا ترجمہ خاص طور پر شستگی، تسلسل اور اصطلاح خاص کو ملحوظ رکھ کر کیا گیا ہے۔ تاکہ مشرقی ناول پرست حضرات زیادہ محظوظ اور لطف اندوز ہو سکیں۔ قیمت عمر

پیکار

گالزوردی کا ایک ڈرامہ

مترجمہ مجیب بارہی

"پیکار" داستان ہے سرمایہ اور محنت کے تصادم کی۔ ایک مرقع ہے معاشرتی حقائق کا۔ آئینہ ہے عصر حاضر کی زوردار نظام معاشرت کی تباہ کاریوں کا۔ ساز پیکار کے ہر نغمے سرمایہ داری کے آدمیت سوز طرز عمل کے خلاف ذہنی صدا اٹھتی ہے۔ پیکار ایک آتش فشاں پہاڑ ہے جسے انگلستانی زنگ نے برف میں چھپا رکھا ہے۔ اس تمثیل سے صاف عیاں ہے کہ یورپ کی تہذیب کے مستقبل رہاو و احساس انسانیت سے کس قدر دور ہیں۔ پڑھیے اور سوچیے۔ قیمت ۱۲ر

ظہور رحمت

از شاد عظیم آبادی

حضرت شاد عظیم آبادی مسلم الثبوت استاد تھے، جہاں اچھی مثنویاں، نظمیں اور غزلیات کہیں وہاں آپ کو میلاد نامے کہنے کا بھی خاص شوق تھا۔ چنانچہ مولانا حالی مرحوم کے زمانے میں یہ میلاد نامے علیگڈھ میں پڑھے گئے۔ انہیں میں سے یہ ایک ہے۔ مسدس ۱۰۰ بند کا ہے۔ الفاظ کی نشست، زبان کی حلاوت اور خیالات کی پاکیزگی کے متعلق صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ یہ شاد کی تراوش قلم کا نتیجہ ہے۔ قیمت ۸ر

مثنوی مادر ہند

از شاد عظیم آبادی

یہ اپنے طرز کی پہلی مثنوی ہے جو سیاسی رنگ لئے ہوئے ہے۔ مثنوی کا لب لباب یہ ہے کہ ایک زمانے میں ہندوستان (مادر ہند) کو بڑا عروج حاصل تھا اس کے دو لڑکے فرزند رام و رحیم (ہندو اور مسلمان) تھے۔ دونوں دونوں شیر و شکر تھے لیکن بعد میں تفرقہ پڑ گیا اور رام و رحیم بہت کچھ بیچ اور بیچ سمجھایا لیکن ایک بھی نہ سنی گئی چنانچہ ہندوستان میں بدتری پھیلی اور اعیاں سے امن گم ہو گیا۔ یہاں تک کہ کچھ دنوں دوسرے ناکارے اغیار مادر ہند کو اختیار میں لے آئے۔ بہ ہنگام رخصت رام و رحیم کو سمجھایا اور اپنے لعل و گہر تجارت کو نصیحت اور فرزندوں کے ساتھ رعایت کرنے کی سفارش کی یا آخر شہنشاہ کے شاہی فرمان اور ملکہ کی جوبلی پر یہ مثنوی ختم ہو گیا۔ قیمت ۱۲ر

اعلان

۱۔ کتاب نما مصنفین اور ناشرین کا اخبار ہے۔
۲۔ ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
۳۔ سالانہ قیمت صرف آٹھ آنے ہے (۸ر)

کتاب نما

ٹائپ

اردو کے علاوہ ہندوستان کی تمام ترقی یافتہ زبانوں میں ٹائپ کا رواج عام ہے۔ عام طور پر یہ خیال ہے کہ ہندی، بنگالی، مرہٹی، گجراتی وغیرہ کی ترقی کا ایک خاص سبب ٹائپ بھی ہے۔ یہ خیال بڑی حد تک صحیح ہے۔ اردو کے لئے ٹائپ کی تحریک تو برابر جاری ہے مگر عملی صورت ابھی تک اختیار نہیں کر سکی۔ اگر یہی صورت رہی تو یقینی طور پر ترقی کی اس دوڑ میں اردو بہت پیچھے رہ جائے گی۔

شروع شروع میں اردو کتابیں، رسالے، اخبار اور عیسائی مشنریوں کے تبلیغی رسالے، کلکتہ، بمبئی، مرزا پور، لدھیانہ اور دوسرے شہروں میں ٹائپ ہی میں چھپتے تھے۔ مگر معلوم نہیں کن اسباب کی بنا پر رفتہ رفتہ لیتھو کو مقبولیت ہونے لگی۔ اور اردو ٹائپ قریب قریب بالکل غائب ہو گیا۔ ایک وجہ تو شاید یہ ہوئی کہ ٹائپ کا کیرکٹر ایسا تھا کہ سہولت پسند [illegible] کی اس کے پڑھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی دوسرے وہی وجہ جو عام طور پر بیان کی جاتی ہے یہ کہ اردو جاننے والوں کی آنکھیں خط نسخ سے مانوس نہیں ہیں۔ اسی لئے حیدرآباد میں نستعلیق ٹائپ ڈھالنے کی کوشش سالہا سال سے ہو رہی ہے اور باوجود صرف کثیر ہنوز دلی دور است۔ اس قسم کی دو ایک کوششیں اور جگہوں سے بھی ہوئیں مگر انہیں بھی بہت جلد ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

سوال یہ ہے کہ لیتھو کے باوجود ٹائپ کی ضرورت کیوں ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ لیتھو میں مسودے کو کتاب کی شکل میں منتقل ہوتے ہوتے بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ کاتب، کاپی جانچنے والا، پروف پڑھنے والا، مصحح سنگ، اور مشین مین، ان میں سے ہر مرحلہ ایسا نازک ہے کہ ذرا سی بے توجہی لاپروائی یا غلطی سے ساری محنت اکارت جاتی ہے۔ بعض وقت تو کتابت اتنی پست ہوتی ہے کہ اچھی خاصی معیاری کتاب نظر سے گر جاتی ہے۔ کتاب کی غلطیاں تو ایک لازمی سی چیز ہے۔ آپ لاکھ صحیح پر تصحیح کریں، پتھر پر جمنے کے بعد پروف بہت غور اور احتیاط سے دیکھیں، لیکن غلطیاں پھر بھی رہ جائیں گی غرض سو طرح کی دقتیں ہیں۔ ٹائپ میں یہ بکھیڑے نہیں۔ سب پہلے سے ڈھلے ہوئے حروف اور الفاظ ہیں۔ کمپوزیٹر نے ان الفاظ اور حروف کو ترتیب سے فرمے میں کس کر مشین میں رکھ دیا۔ آپ نے پروف پڑھ لئے اور مشین نے چھپائی شروع کر دی۔ مگر دن کے دن سو دو سو صفحے کی کتاب چھپوانی ہے تو یہ ٹائپ ہی میں ممکن ہے۔ لیتھو میں کام کرانا ہے تو دس بیس کاتبوں کا انتظام کیجئے، اتنوں نے وقت پر لکھ بھی دیا تو خط میں یکسانیت کہاں، پھر یہ مسئلہ ابھی طے نہیں ہوا۔ شاید ہی کوئی پریس ہو کہ جو آپ کی سب کاپیاں ٹھیک وقت پر چھاپ دے۔ وقت پر چھاپ کر دینا تو بڑی بات ہے اس کے خلاف ٹائپ کے لئے بیس کمپوزیٹر لا لیجئے خط بھی ایک سا ہوگا۔ کوئی چیز فوراً کے فوراً چھپوانا ہو تو یہ بات لیتھو میں قریب قریب ناممکن ہے۔ اس لئے مذکورہ مراحل سے گزرنا ناگزیر ہے۔ اب ٹائپ میں آپ فرمے کے فرمے چھپوا سکتے ہیں بغیر کسی خاص وقت کے۔ پھر اگر کسی مضمون سے متعلق تصاویر بھی ہیں ٹائپ میں یہ تصویریں مضمون کے ساتھ چھپ سکتی ہیں لیتھو میں الگ چھپوایئے یا آرٹسٹ صاحب سے کڑے کونے کڑھوائیے۔ پھر صبر کیجئے۔ غرض کام میں عجلت اور طباعت میں یکسانیت ٹائپ کی خصوصیات ہیں۔ لیتھو میں یہ چیزیں ممکن نہیں تو محال ضرور ہیں۔ ایک شکایت یہ کی جاتی ہے کہ ٹائپ جگہ زیادہ گھیرتا ہے لہٰذا کتابیں کم تعداد میں چھپوایئے تو لاگت زیادہ آتی ہے لیکن اس کا علاج یہ ہے کہ کتابیں زیادہ تعداد میں چھپوایئے نفع کم رکھئے اور سستی بیچئے۔ اردو داں حضرات کی بدشوقی کی شکایت عام ہے مگر اس پر بھی تو نظر کیجئے کہ اب کے لوگ زیادہ تر متوسط طبقے کے اصحاب ذوق ہیں اور ان کی معاشی حالت بد سے بدتر ہو رہی ہے۔

غرض اردو کی گاڑی آگے بڑھانا ہے تو ٹائپ کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیجئے اور لیتھو کی جھنجٹوں سے جلد سے جلد نجات حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اب ہمیں نستعلیق ٹائپ کے پیچھے نہ پڑنا چاہئے اس کا انتظار ہمارے لئے مضر ہوگا۔ یہ کوشش کبھی کامیاب ہوگی تو دیکھا جائے گا۔ سردست تو الہ آباد، انجمن ترقی اردو، جامعہ پریس یا کہیں اور کا اچھا سا ٹائپ منتخب کر لیجئے اور اس کام کو آگے بڑھائیے سب سے پہلے بچوں کی نصاب کی کتابیں ٹائپ میں چھاپی جائیں۔ پانچ دس سال کے عرصے میں نامانوسی کی شکایت خود بخود دور ہو جائے گی اگلے سال مکتبہ جامعہ کی طرف سے بھی بچوں کی چند کتابیں ٹائپ میں چھاپنے کا ارادہ ہے۔ امید ہے کہ تجربہ کامیاب ہوگا۔

قارئین کتاب نما سے

ہمارے بہت سے کرم فرما حضرات کے چندے جن کی خدمت میں کتاب نما برابر بھیجا جاتا ہے ابھی تک موصول نہیں ہوئے۔ اس لئے درخواست ہے کہ وہ اپنے چندے (۸ر سالانہ) ٹکٹ کی صورت میں ہمارے پاس بھیج دیں ہم کتاب نما وی۔ پی نہیں کرنا چاہتے اس لئے کہ ایسی حالت میں قارئین کو آٹھ آنے (۸ر) کے بجائے سوا تیرہ آنے (۱۳ر) کی رقم ادا کرنی پڑے گی اور کتاب نما کی اشاعت کا مقصد یعنی مطبوعات جدیدہ کے متعلق کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچانا فوت ہو جائے گا۔

اگر اس جانب جلد توجہ مبذول فرمائی گئی تو ایک طرف ہمارے لئے آسانی ہو جائے گی اور دوسری جانب کتاب نما قارئین کی نسبتاً زیادہ خدمت کر سکے گا۔ چندے کے عدم وصول کی صورت میں ہمیں اپنے مالی حالات سے مجبور ہونا پڑے گا۔ کہ ہم ان کے نام خارج کر دیں۔

ادبی کتابیں

پچھلے دو ماہ سے مکتبہ کی فہرست ختم ہو گئی تھی اب ہم نے از سر نو ترتیب دے کر شائع کیا ہے۔ اس میں سے وہ کتابیں جو اب نہیں ملتیں نکال دی گئی ہیں اور تمام دوسری جدید کتب فنی اعتبار سے شامل کر دی گئی ہیں۔ اس دفعہ کا ٹائٹل پیج بھی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ارباب ذوق اسے ضرور منگا کر ملاحظہ فرمائیں گے۔

شعلۂ طور

(دوسرا ایڈیشن)

شاعر رنگین حضرت جگر مرادآبادی کے کلام سے کون واقف نہیں۔ ان کے کلام کے مجموعہ کا دوسرا ایڈیشن مکتبہ نے ماہ نومبر کو شائع کیا۔

سادگی و پرکاری، بے خودی و ہشیاری جو فارسی میں امیر خسرو (رح) کے کلام کی خصوصیت ہے اب جگر مرادآبادی کے حصے میں آئی ہے۔ جگر کی ساحرانہ شاعری کا اس دور میں جواب نہیں۔ طباعت وغیرہ اعلیٰ۔ انتہا درجہ دیدہ زیب۔ دو رنگی سرورق، مضبوط و خوب صورت جلد اور

جگر کی ایک بے نظیر تصویر

ان تمام خصوصیات کے باوجود ہم نے قیمت میں تخفیف کر دی ہے

یعنی

[illegible] کے بجائے [illegible]

اُردو میں مزاحیہ کتابیں

مضامینِ رشید

پروفیسر رشید احمد صاحب صدیقی اردو کے ان چند مزاحیہ نگاروں میں شمار کئے جاتے ہیں جو اپنا درجہ شوکت تھانوی، عظیم بیگ چغتائی اور ملا رموزی اور ایم اسلم وغیرہ سے بلند رکھتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کی مزاحیہ نگاری قہقہہ پر مبنی نہیں بلکہ ایک تبسم زیرِ لب ہے جسے صرف اہل نظر ہی سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کی ظرافت میں وہ نازک چٹکیاں پوشیدہ ہوتی ہیں کہ پڑھنے والا بے ساختہ تڑپ اٹھتا ہے۔

یہ کتاب موصوف کے اٹھارہ مضامین کا مجموعہ ہے جو اردو کے مستند رسائل میں شائع ہوکر مقبول ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ہر مضمون اپنے اندر ایک خاص کشش رکھتا ہے اور جگہ جگہ وہ چبھتی چٹکیاں اور تڑپتی ہوئی بجلیاں ملتی ہیں کہ پڑھنے والا ان کی لپک سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

کتابت وطباعت اور دیگر لوازم کتب کے لئے مکتبہ کا صرف نام کافی ہے۔

قیمت مجلد (عامہ

چند اور کتابیں

ملفوظاتِ حاجی بغلول ہندوستان کے مشہور مزاحیہ نگار کے دلچسپ مضامین کا مجموعہ ملک کے حالات پر ظریفانہ تنقید و تبصرہ۔ قیمت آٹھ آنے (۸)

انتخابِ اودھ پنچ مرحوم اودھ پنچ لکھنؤ کے بہترین اور منتخب مضامین کا دلچسپ مجموعہ۔ قیمت عہر

گلبنِ ظرافت یہ نہایت دلچسپ، تعجب خیز اور مہذب لطائف کا پرلطف مجموعہ ہے جیبی تقطیع ۲۰۰ صفحات۔ قیمت چار آنے (۴)

طوفانِ تبسم حضرت شوکت تھانوی نے بہت سے مضحک ترین واقعات ظریفانہ طرز انشاء میں لکھے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے عہر

سیلابِ تبسم حضرت شوکت تھانوی کے مزاحیہ مضامین کا دوسرا مجموعہ۔ قیمت دو روپے (۲)

موجِ تبسم حضرت شوکت تھانوی کے مزاحیہ مضامین کا تیسرا مجموعہ۔ قیمت (عا)

غنچۂ تبسم حضرت تمکین کاظمی کے مزاحیہ مضامین کا دلکش مرقع۔ ملا رموزی اور سجاد ظہیر کا دیباچہ۔ قیمت دو روپے عا

منتخب لطائف مشہور فارسی ادیب عبید زاکانی کے عجیب وغریب اور نفیس لطیفے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہر)

چین وجاپان کی آویزش

جاپان مشرق کا ایک چھوٹا سا مگر بہت ترقی یافتہ ملک ہے۔ اس کی آبادی پہلے سے دس گنی بڑھ گئی ہے۔ مشینیں دن رات کام کرتی ہیں اور اتنا سامان پیدا ہوتا ہے کہ جس سے نہ صرف ان کی ضروریات ہی پوری ہوجاتی ہیں بلکہ اس کی فروخت کے لئے دوسرے ممالک میں بازار بھی تلاش کرنا پڑتے ہیں۔

جاپان کی اس رفتار ترقی سے دنیا کی ہر قوم خائف تھی کہ دیکھو یہ بلا کس کے سر نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ جولائی میں جاپان نے بہت ہی معمولی واقعہ کو حیلہ بنا کر چین پر حملہ کر دیا۔ ایک جاپانی فوج شمال مغرب کی طرف سے بڑھی دوسری جنوب مغرب اور تیسری جنوب سے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ شمالی چین کے پانچ صوبوں۔ چاہار، سوئی یوآن، شان سی، شان تنگ اور ہوپئی پر قبضہ کرے جن کا رقبہ ہو لاکھ مربع میل ہے۔ بعض صوبوں کو فتح کرنے کے لئے جاپان نے آج سے دو سال پہلے بھی کوشش کی تھی لیکن ناکامیاب رہا۔ اب منچوکو پر قبضہ کیا اور ان پر قابض ہوگیا اب ہونان میں ایک باقاعدہ ریاست بنائی گئی ہے۔

آج سے کچھ عرصے پہلے اٹلی نے حبش کو ہڑپ کر لیا اور دنیا کی تمام قومیں سوائے چند معمولی پابندیاں عائد کرنے کے کچھ نہ کر سکیں۔ اب جاپان چین کو کھاتے جا رہا ہے۔ اقوام عالم ظاہر جاپان کو اخلاقی مجرم ثابت کر رہی ہیں۔ لیکن دلِ پر دو خوش ہیں کیونکہ اب جاپان کافی عرصے تک چین میں الجھا رہے گا اور دوسری طرف پھیلنے کا خیال ترک کر دے گا۔

اگر آپ مشرق کی اس اہم جنگ سے جو شاید جنگِ عالمگیر میں تبدیل ہو جائے، باخبر رہنا چاہتے ہیں تو مکتبہ جامعہ کی شائع کردہ دو کتابیں

جاپان عہر **صحیفۂ چین** عا

ضرور پڑھئے۔ ان کے علاوہ آپ کو اور بھی چند کتابیں چینی مسلمان عہر حقیقت جاپان ہے، جاپان اور اس کا تعلیمی نظم ونسق ہے۔ مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

جامعہ دہلی

یہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا ماہوار علمی ادبی اور سیاسی رسالہ ہے جو تقریباً ۱۲ سال سے برابر شائع ہو رہا ہے اور اپنے بلند پایہ مضامین کے باعث ملک میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

رسالہ جامعہ میں قدیم وجدید علوم اور موجودہ سیاسی مسائل پر سنجیدہ اور محققانہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ادبی ذوق کا بھی کافی خیال رکھا جاتا ہے۔ ہندوستان، ممالک اسلامی اور ممالک غیر کے تازہ ترین مسائل پر مفصل اور جامع نوٹ ہوتے ہیں۔ سالانہ چندہ دو روپیہ (عہر)

مسلمانوں کی

صنعت حرفت، زراعت اور تجارت

مترجمہ

مولوی محمد جمیل الرحمٰن صاحب ایم اے، پروفیسر تاریخ اسلام عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن

ع:- از نفسہائے رمیدہ زندہ شو

فان کریمر کی جرمن کتاب موسومہ "خلفاء کے زمانے کی مشرقی تہذیب کی تاریخ کے ایک باب کا ترجمہ۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ پندرھویں صدی عیسوی تک مسلمانوں کو صنعت وحرفت، زراعت اور تجارت میں کتنا دخل تھا۔ کہاں کہاں اور کس طرح وہ ان تمام چیزوں پر حاوی تھے۔ پھر یورپ کی جدید انکشافات سے مسلمان کیسے تنزل کی طرف مائل ہوئے اور آج ان کی کیا حالت ہے۔ اس کے مطالعے سے ہر مسلمان کو اس کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس کی گذشتہ حالت کیسی تھی، حال کیا ہے اور مستقبل میں اسے کیا توقعات ہیں۔

قیمت مجلد عہر

الصّالحات

مترجمہ

مولوی محمد محبوب علی صاحب ایم اے۔ (علیگ)

اس میں ۸۰ صحابیات کے حالات نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں حضرت عائشہ کے حالات بیان کرتے ہوئے مصنف نے ان کی علمی زندگی کے متعلق لکھا ہے کہ بعض لوگوں کا قول ہے کہ شرعی احکام میں سے ایک چوتھائی آپ سے منقول ہے آپ جن علوم کی ماہر تھیں منجملہ ان کے علم کلام، علم اسرار الدین، علم طب، علم ادب، علم تاریخ، علم خطابت اور شعر وسخن خاص طور پر قابل ذکر ہیں اسی طرح صحابی خواتین کی مذہبی، معاشرتی اور سیاسی زندگی کو پیش کیا ہے۔ قیمت ۱ روپیہ

کتابوں کا انتخاب اور اُن کا خریدنا

جناب سید بشیر الدین صاحب و سید جمیل احمد صاحب نقوی

(۴)

اس سے پہلے باب میں ہم ایک اوسط درجے کے کتب خانہ کی عمارت کا خاکہ اور فرنیچر کی تفصیل پیش کر چکے ہیں۔ ذیل میں اب ہم کتب خانہ کے ذخیرہ سے بحث کرنا چاہتے ہیں۔

پہلی غور طلب چیز کتابوں کا مسئلہ ہے۔ کتب خانہ کی عمدگی اور اس کی جانب عوام کی کشش زیادہ تر اس کے ذخیرہ کی خصوصیات پر منحصر ہے، چونکہ ایک کتب خانہ کا مقصد ایک خاص مقام کے رہنے والے عوام کے مطالعہ کی ضروریات مہیا کرنا ہے اس لئے ایک بڑی حد تک ذخیرہ کا دارومدار اس مخصوص رقبہ کے باشندوں کی دماغی استعداد پر ہوتا ہے، یہ معیار عام طور پر مقامی نوعیت کے لحاظ سے ہر جگہ مختلف ہوتا ہے۔ اس لئے ایک لائبریرین کو اپنے کتب خانہ کے لئے کتابیں منتخب کرتے وقت اپنے مختلف المذاق پڑھنے والوں کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

ایک لائبریرین کا سب سے اہم فرض اشاعتی دنیا سے مستقل طور پر وابستہ اور جدید مطبوعات سے کما حقہ باخبر رہنا ہے۔ ہر روز علمی دنیا میں نئی نئی کتابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ایک کامل ترین لائبریرین وہی شخص ہے جس کی نظر سے ادنیٰ سے ادنیٰ مطبوعات بھی نہ چھوٹنے پائے۔ لیکن اسی کے ساتھ ناشرین کی خود ستائی کے اثرات سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس قسم کا کھرا کھوٹا معلوم کرنے کی بہترین کسوٹی وہ تبصرے اور تنقیدیں ہیں۔ جو معیاری رسائل و اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور ان رسائل کے متعلق بھی یہ یقین ہو کہ وہ مطبوعات مذکورہ پر ریویو کرتے وقت غیر جانب داری اور حق گوئی کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ نیز لائبریرین کو نقاد اور مبصر کے متعلق بھی یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ آیا وہ بھی قابل اعتبار ہے یا نہیں، اور جس کتاب پر وہ اپنے خیالات و آرا کا اظہار کر رہا ہے اس کے حسن و قبح پر اسے کامل عبور حاصل ہے یا نہیں اور کیا اسے مصنف کی ذات خاص سے تو کوئی واسطہ نہیں؟ یا کسی خاص گروہ کی آرا کی نمائندگی تو نہیں کر رہا ہے کیونکہ اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک خاص ادنیٰ کتاب پر جانب دارانہ تبصرے اور تنقیدیں پیش کر کے عوام کو ایک غلط رائے قائم کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور بسا اوقات اس منظم سازش میں خاطر خواہ کامیابی بھی ہوتی ہے۔ جہاں تک اردو کی کتابوں کا تعلق ہے، لائبریرین ان تنقیدات سے مستفید ہو سکتا ہے جو اردو کے متعدد رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً "اردو اورنگ آباد" "جامعہ دہلی" "معارف اعظم گڑھ" "ہندوستانی الہ آباد" اردو زبان کے ایسے رسالے ہیں جو جانب داری سے کوسوں دور ہیں اور ان کی رائیں قابل اعتنا ہیں۔

چونکہ کتابوں کے آرڈر تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد دئے جاتے ہیں۔ اسلئے لائبریرین کو ان پسندیدہ کتابوں کی ایک فہرست رکھنی چاہئے جو وقتاً فوقتاً اشتہارات رسائل اور دیگر ذرائع سے مشتہر کی جاری ہوں۔ اس طرح آرڈر دیتے وقت ذرا آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ فہرست مذکورہ میں سے حسب گنجائش قیمت کی کتابیں انتخاب کر کے منگائی جا سکتی ہیں۔ علاوہ لائبریرین کے مجلس منتظمہ کتب خانہ کے اراکین سے بھی امید کی جاتی ہے کہ وہ بھی ان عمدہ کتابوں کے منگائے جانے کی سفارش کریں جو ان کی نظر سے گذری ہوں۔ ان کتابوں کی تمام فہرستوں کی ترتیب کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان کو حروف تہجی کے لحاظ سے مصنفین کے اسمائے معروف کے ذریعہ مرتب کیا جائے۔ ہر مندرجہ تشریحات کی حامل ہونا چاہئے۔

۱۔ مصنف کا پورا نام
۲۔ کتاب کا پورا نام (جو سرورق پر تحریر ہے) اور ذیلی نام (اگر کوئی ہو)
۳۔ قیمت
۴۔ ناشر کا نام
۵۔ تاریخ طباعت۔ اور ۶۔ تعداد صفحات۔

فہرست مرتب کرنے کے بعد لائبریرین اس کو منظوری کے لئے لائبریری کمیٹی کے روبرو پیش کرتا ہے۔ منظوری کے بعد جس طریقہ کار پر عمل درآمد ہوتا ہے وہ کلیتاً سررشتہ دارانہ اور اہلکارانہ حیثیت رکھتا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی بیان کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ اگر اس قسم کی فہرستیں کارڈوں پر تیار کی جائیں تو بہت ہی بہتر ہے۔ اس مقصد کے لئے بہت ہی معمولی کارڈ استعمال کئے جاتے ہیں جن پر عموماً سطر بھی نہیں ہوتا۔ یہ کارڈ ارزاں، ہلکے اور سادے ہوتے ہیں۔

یہ فہرست باعتبار حروف تہجی اور نمبر وار مع تمام ضروری تشریحات کے یا تو ہاتھ سے نقل کی جاتی ہے یا ٹائپ۔ ایک خط جس میں روانگی کتب کے متعلق ضروری ہدایات ہوتی ہیں۔ کتب فروش کے نام لکھ کر اس فہرست کے ساتھ منسلک کر کے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی ضروری ہے کہ فہرست کی تین نقلیں ہونی چاہئیں۔ جن میں سے ایک بکسیلر کو روانہ کر دی جائے، دوسری کتب خانہ میں رہے اور تیسری دفتر محاسب یا اس افسر کو جو قیمت کی ادائیگی کا مجاز ہے حوالے کے لئے بھیجی جانی چاہئے۔

کتابوں کے ساتھ ساتھ کتب فروشوں کے متعلق بھی ہم یہاں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے کتب خانہ کے لئے کتب فروش کا انتخاب کرتے وقت لائبریرین کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ صرف ایک مستقل فرم ہی جو عرصے سے جاری ہو اور تھوڑی بہت ساکھ بھی رکھتی ہو قابل اطمینان خدمت انجام دے سکتی ہے۔ دل لبھانے والے کمیشن اور ڈسکاؤنٹ پیش کرنے والی فرموں سے ہمیشہ احتراز کرنا لازمی ہے۔ محض وہی فرم سب سے زیادہ فائدہ مند ہے جو آرڈر شدہ کتابیں کم سے کم وقت اور خالص قیمت پر مہیا کرے۔ ڈاکخانہ کا محصول اور ریل کا کرایہ وغیرہ جیسی معمولی اور ناچیز باتیں ہیں جن کی وجہ سے ایک فرم کو دوسری فرم پر ترجیح دینا ہمارے خیال میں نازیبا ہے۔ اگر تجربہ سے یہ بات تحقیق ہو جائے کہ فلاں فرم آپ کی خدمت قابل اطمینان طریقہ پر انجام دینے پر قادر ہے تو آپس میں آسانی سے معاملات طے ہو سکتے ہیں۔

کتب فروش کتابوں کے ہمراہ ایک بیجک بھیجتا ہے جس میں مصنفوں اور کتابوں کے نام بجنسہٖ اسی سلسلہ میں مندرج ہوتے ہیں جیسا کہ اصل آرڈر میں تھے۔ ہر کتاب کی قیمت بھی اس کے سامنے درج ہوتی ہے۔ اس بیجک کی مدد سے وصول شدہ کتابوں کا ملان کر لیا جاتا ہے۔ اگر کوئی بوسیدہ حالت میں ہوتی ہے تو اسے الگ نکال لیا جاتا ہے۔ کتابوں کی اس پڑتال اور جائزہ کی تکمیل کے بعد ہر کتاب کی قیمت اس صفحہ کے حاشیہ پر لکھ دی جاتی ہے جہاں سے مصنف کا دیباچہ شروع ہوتا ہے۔ کتابوں پر جلد از جلد کتب خانہ کی مہر لگا دینی چاہئے۔ اس سے تخصیص و ملکیت قائم ہو جاتی ہے۔ وصولیابی کی تاریخ بھی تاریخ کی مہر کے ذریعے کتاب پر چھاپ دی جاتی ہے کتب خانہ کی مہر جو کتابوں پر ثبت کی جاتی ہے بیضاوی شکل کی ہو تو بہت بہتر ہے۔ اس کے حاشیہ پر تو کتب خانہ نام مع مقام کندہ ہوتا ہے اور درمیان میں تاریخ چھاپنے کی گنجائش۔

اسی سلسلہ میں جہاں ضرورت ہو صفحات بھی تراش دئے جائیں۔ جو ملازم صفحات تراشنے اور مہر وغیرہ ثبت کرنے پر مقرر ہوں ان کو سختی سے ہدایت کر دی جائے کہ کتاب کسی طرح بھی خراب نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد ان سب کتابوں کو نئی اور غیر مرتب کتابوں کی الماری میں احتیاط سے چُن دیا جاتا ہے۔ جو محض اسی مصرف کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ ایسی نئی کتابوں کے رکھنے کے لئے احتیاطاً بند یعنی دروازہ دار الماریاں استعمال کی جائیں تو بہتر ہے۔

انگریزی کی کتابیں تو عموماً مجلد ہی وصول ہوتی ہیں لیکن اردو، ہندی کی کتابیں ابھی اس معیار پر نہیں پہونچیں۔ ان کیلئے ضروری ہے کہ جلد از جلد جلد کرالی جائیں۔ دفتیانوں کیلئے جلد بندی ایک الگ فن ہے جس پر آئندہ کسی باب میں تفصیل سے بحث کرینگے۔

نئی کتابیں اور رسائل

دیوانِ غالب — مرتبہ طاہر صاحب - نبیرہ آزاد دہلوی - چھوٹی تقطیع - ۴۰۰ صفحات - اس دیوان کی تصحیح ایک قدیم نسخے سے کی گئی ہے - سارے کا سارا دیوان بلاک سے چھاپا گیا ہے - شروع میں مرزا غالب اور اس کے بعد ان کی قبر کی تصاویر بھی دی گئی ہیں - قیمت مجلد عیر

ملنے کا پتہ :- مکتبہ جامعہ دہلی - نئی دہلی - لاہور

واقعاتِ اظفری — مرتبہ عبدالستار صاحب بڑی تقطیع - کتابت و طباعت عمدہ ٹائپ ۰۰ صفحات قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے عیر

ملنے کا پتہ :- اورئنٹیل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ مدراس یونیورسٹی

موجِ نور — جامع محمد دین ادیب - متوسط تقطیع - کتابت و طباعت عمدہ - ۰۰ صفحات - قیمت عہر

ملنے کا پتہ :- مہتمم موجِ نور - چکوال ضلع جہلم

ترجمانِ وہابیہ — از نواب صدیق حسن خان مرحوم - چھوٹی تقطیع - کتابت - طباعت اور کاغذ خراب - ۱۰۰ صفحات - قیمت چار آنے ہر

ملنے کا پتہ :- منیجر حقانی بک ڈپو - امرتسر -

بصائر القرآن — (جلد اول) از نجابت شاہجہانپوری - بی اے - چھوٹی تقطیع - کتابت و طباعت عمدہ ۵۵ صفحات - قیمت چھ آنے عہ

ملنے کا پتہ :- نجابت شاہجہانپوری - انجمن اسلام ہائی اسکول - بوری بندر - بمبئی -

مولویت اور اسلام — از حاجی نبی احمد بریلوی - چھوٹی تقطیع - کاغذ اور طباعت خراب - ۰ صفحات قیمت ار

ملنے کا پتہ :- حاجی نبی احمد بریلی -

معین المنطق — (حصہ اول) مرتبہ مفتی محمود حسن - چھوٹی تقطیع - کتابت و طباعت اچھی - ۰ صفحات قیمت ۲ر

ملنے کا پتہ :- مولوی محمد یعقوب - کتب خانہ نعیمی - قرول باغ - دہلی

رسائل

خیام (ہفتہ وار) — ایڈیٹر :- حافظ محمد عالم صاحب

ملنے کا پتہ :- دفتر خیام تحصیل بازار - لاہور

مشعل — ایڈیٹر :- مفتی عزیز الرحمٰن بی اے - بی ، ٹی ، ایس

سالانہ چندہ ایک روپیہ آٹھ آنے عہ

ملنے کا پتہ :- دفتر مشعل ، پشاور

صراطِ مستقیم (ہفتہ وار) — ایڈیٹر :- میاں عبدالغنی - سالانہ چندہ تین روپے

ملنے کا پتہ :- دفتر صراط مستقیم - شاہی مسجد ، لاہور

نکہت — ایڈیٹر :- محمد عارف علوی بی اے - سالانہ چندہ - عیر

ملنے کا پتہ :- سلطان بک ڈپو - لکھنؤ -

اسٹوڈنٹس ویکلی (انگریزی) — ایڈیٹر :- کے ، ایس ، اے اچاریہ - بی اے - ال - ٹی - ایف ، آر ای ، ایس

ملنے کا پتہ :- ایجوکیشن ٹرسٹ لمیٹڈ - ریلوے روڈ - مدراس -

محقق — ایڈیٹر ہادی عرفانی - سالانہ چندہ عار

ملنے کا پتہ :- دفتر محقق - بہاولپور -

مجلہ نظامیہ — مدیر :- شاہ ابوالخیر کنج نشین فاضل ،

سالانہ چندہ ۲ر

ملنے کا پتہ :- مجلہ نظامیہ - حیدرآباد دکن

پریزیڈنٹ پٹیل دہلی جیل میں

ہم جواہرات از چودھری افضل حق صاحب کے ایک مضمون کے چند صفحات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں - قیمت عیر

پریزیڈنٹ پٹیل کو طبیعت پر ایسا قابو تھا کہ عام آدمی جس نے انہیں اسمبلی کی کرسی صدارت پر بیٹھے دیکھا ہو کبھی میرے اس بیان پر یقین نہیں کر سکتا کہ وہ بغیر مذاق کے بات کرتے تھے - وہ دیکھنے میں صدارت کی کرسی پر وہ سراپا متانت اور پرائیویٹ زندگی میں بالکل ظریف تھے۔

۱۹۳۰ء میں ممبران ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ڈاکٹر انصاری کے مکان پر ہوا - حکومت ہند نے تمام ممبران کو اسی جگہ گرفتار کر کے دہلی جیل پہنچا دیا - اس کمیٹی میں ڈاکٹر انصاری پریزیڈنٹ پٹیل ، پنڈت مالویہ ، ڈاکٹر سید محمود ، لالہ دونی چند وغیرہ شامل تھے - جوں ہی ہم ڈیوڑھی میں پہنچے اور جیل کا بڑا دروازہ بند ہوا ، پریزیڈنٹ پٹیل نے پنڈت مالویہ جی کو مخاطب کیا -

" اسے بمبئی میں تو تم معافی مانگ کر سٹو گئے تھے مگر یہ دہلی ہے یہاں پوری سزا کاٹے بغیر کوئی نہ چھوٹے گا " پنڈت جی کچھ خفیف سے ہوئے - پھر مجھ سے پوچھا کہ پہلے بھی کبھی جیل یاترا کی ہے ؟ میں نے کہا کہ پہلے بھی کاٹ چکا ہوں - یہ سن کر مصنوعی تردد سے لمبی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر پنڈت جی کی طرف مجسمانہ دیکھا اور کہا - بھول ہوئی تو یہی بڑھے - یہ تازہ مصیبت تو ہم پر ہی آئی - اچھا تمہیں معافی مانگ کر رہا ہونے کا طریقہ تو آتا ہی ہے - مجھ کو بھی بتا دینا ، اچھا ؟

پٹیل صاحب اپنی افتاد طبیعت سے مجبور تھے کہ ہم جواہرات کے پٹیل صاحب نے ایک رات ایک بجے کے قریب دھیمی آواز میں مجھے جگایا کہ ارے چودھری اٹھو - جلدی کرو - نا چیتے اندر بیوی کو لائے ہیں کیوں کیوں کہتا اٹھا - پریزیڈنٹ نے کہا کیوں کیا نہ پوچھو - بس جلدی کرو - اس رات موسم خوشگوار تھا اور فضا میں قدرتی طور پر خاموشی تھی - اس نے پنکھوں کو چلانے کی کسی کو بھی ضرورت نہ تھی - ہم سب میدان میں چارپائی پر ٹھیک کر سوئے ہوئے تھے میں پہلے تو ذرا بیٹھا اٹھا کر باہر دیکھا - پھر مجھے پٹیل صاحب کی جبلی شرارت کا خیال آیا تو اپنی عاقبت کی بھی سوچی اس لئے جلدی سے چادر اٹھا کر اپنی چارپائی پر لیٹ گیا لیکن احتیاطاً دیکھتا رہا کہ پٹیل صاحب کیا کارستانی کرتے ہیں - یک بیک پٹیل صاحب نے ہنکھوں بجلی کے پنکھوں کو پنڈت جی کی طرف رخ کر کے پوری رفتار کر چھوڑ دیا اور خود میری طرح چادر اوڑھ کر جلدی سے لیٹ گئے ہوا میں ایک طوفان سا آگیا پنڈت جی کی چادر اڑ کر کہیں جا گری مگر وہ رام رام کرنے لگے - ڈوڈو کا شور کرتے پٹیل جی اٹھے اور دوسروں کی طرح پنڈت جی سے ہمدردی کرنے لگے - پنڈت جی نے بھٹ بھٹ کچھ بتایا اٹھ گیا ؟ یہ سب نٹ کھٹ پٹیل ڈاڑھی والے کی شرارت ہے ۔

ایک خط

مکرمی ایڈیٹر صاحب، تسلیم!

سالگرہ نمبر ملا۔ اس پرچے میں آپ نے سیاسیات، حیوانات، نباتات، سائنس، تاریخ اور جغرافیہ کے مضامین کا جو مجموعہ پیش کیا ہے۔ وہ غالباً ابھی تک ملک کے کسی "بچوں کے" پرچے میں شائع نہیں ہوا۔ اور بڑی خصوصیت تو یہ ہے کہ ہر مضمون کی زبان ایسی آسان اور طرزِ بیان ایسا سلجھا ہوا ہے کہ پیچیدہ سیاسی مسائل یا سائنس کے بڑے بڑے مسئلے بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ جگ بیتی، لینن کی کہانی، جوہل کا ریڈیو مجھے بہت زیادہ پسند آئے۔ دوسرے مضامین بھی اچھے اور پر از معلومات ہیں۔ نظمیں اور کارٹون بھی خوب ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ سالگرہ نمبر پیامی بچوں کو بہت پسند آیا ہوگا۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

خاکسار سبزواری

ایک بچی کا خط

مکرمی ایڈیٹر صاحب! تسلیم

"پیام تعلیم" کا شاندار سالگرہ نمبر جس شوق اور بےچینی سے انتظار کر رہے تھے دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ ہاتھ سے رکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ سب ہی مضمون اچھے ہیں۔ جوہل کا ریڈیو۔ آپ بیتی، دلی کی ہڑبڑی۔ زرات۔ دیہات کی صنعت غرض کوئی مضمون دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ دیرو دوال کے باقی حصے کا بہت شوق سے انتظار کر رہی ہوں۔ نیازی صاحب کی شرارتیں پڑھ کر بہت لطف آتا ہے۔ پروفیسر صاحب خدا بڑھا بہت دیتے ہیں۔ میراکس کا مضمون بہت اختصار سے لکھا ہے۔ غرضیکہ اب کی پیام تعلیم میں بجز آپ جان کی تصویر کے کوئی کمی نہیں ہے۔ زیادہ والسلام

ط۔ ب۔ از پھیر اسٹو۔

اُردو اکادمی کے مقالے

جامعہ جہاں قومی تعلیم کا تجربہ کر رہی ہے، وہاں اس کے پیش نظر زبان کو مفید علوم سے بھی روشناس کرانا ہے۔ انیسویں صدی میں برطانوی سامراج کے ساتھ ساتھ خود اہل وطن کی نظروں میں اپنی زبان کی بے مائیگی اور انگریزی زبان اور انگریزی تمدن سے مرعوبیت سب پر عیاں ہے۔ ایسی صورت میں جامعہ ملیہ نے قوم کے اس اہم پہلو کی طرف توجہ کرنا اپنا اولین فرض سمجھا اور تعلیم اور زبان دونوں میں ہندوستانی زندگی اور ہندوستانی زبان کو پیش نظر رکھا۔

اردو اکادمی کا قیام اسی تخیل کے تکمیل کی ایک کڑی ہے چنانچہ جہاں اکادمی کتابوں کی اشاعت سے اس مقصد کی تکمیل کرتی ہے وہاں وہ ملک کے قابل اور مستند حضرات سے اہم عنوانات پر مقالے پڑھواتی ہے۔ امسال کا پروگرام حسب ذیل ہے۔

۲۹ر اکتوبر ۱۹۳۸ء	تاریخ ہند کی تمہید	پروفیسر محمد مجیب صاحب بی اے، (آکسن)
۹ر دسمبر ۱۹۳۸ء	ہندوستان کے آثار قدیمہ	مولوی ظفر حسن علی صاحب مہتمم آثار قدیمہ
۲۲ر جنوری ۱۹۳۹ء	ہندوستان اور اشتراکیت	پروفیسر شوکت حسین زیدی صاحب
۲۶ر فروری ۱۹۳۹ء	ڈراما	مولوی امتیاز علی صاحب تاج
۲۲ر مارچ ۱۹۳۹ء	الجزیہ والخراج	شمس العلما مولینا عبدالرحمٰن صاحب
۱۵ر اپریل ۱۹۳۹ء	نظام سرمایہ داری	شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب

اب تک جتنے مقالے پڑھے گئے وہ کتابی صورت میں شائع ہو گئے ہیں۔ فہرست ملاحظہ ہو۔

(۱) نفسیاتِ مذہب	از پروفیسر تاج الدین صاحب ایم اے	قیمت ۵ر
(۲) جلال الدین اخفانی	از قاضی عبدالغفار صاحب۔ ایڈیٹر پیام حیدرآباد دکن	۸ر
(۳) روح تہذیب	از ظفر السیدین صاحب۔ ایم ای ڈی	۸ر
(۴) عقیدہ و اعجاز قرآن کی تاریخ	از ڈاکٹر عبدالعلیم صاحب پی ایچ ڈی	۸ر
(۵) مسلمانوں کی آئندہ تعلیم	از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی	۵ر

مضمون طرح طرح کے ہیں دلچسپ داستاں کیسی ہیں
دیکھی کسی نے ایسی کتاب آج تک نہیں
(سلطان العلوم)

بیاضِ سُخن

مؤلفہ

جناب عبدالشکور صاحب شیدا

بیاض کیا، اردو شاعری کا آئینہ ہے۔ غزل کی مختصر مگر جامع ڈکشنری ہے شروع سے لیکر دور حاضر تک عہد بہ عہد اور سلسلہ بہ سلسلہ اردو شعرا کے منتخب اشعار کا مجموعہ ہے۔ اور مستزاد یہ کہ شعرا کا اجمالی تذکرہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ خواتین شعرا، ان پڑھ شعرا، یورپین شعرا اور ہندی شعرا کے تذکرے اور انتخاب نے کتاب میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ آخر میں قافیہ اشعار اور ہم مضمون اشعار اس کے حسن کو اور دوبالا کر رہے ہیں۔

زیر تذکرہ شعرا کی تعداد		منتخب اشعار کی تعداد	
موجدین	۵		
متقدمین	۲۰	عام اشعار	۲۲۲۵
متوسطین	۶۹		
متاخرین	[illegible]	ہم قافیہ اشعار	۳۳۲
خواتین	۱۸		
ان پڑھ	۱۲۸	ہم مضمون اشعار	۱۹۹
یورپین	[illegible]		
ہندی	۳	ہندی اشعار	۴۰
میزان	۳۳۰	میزان	۲۷۹۶

گویا اس بیاض سے آپ کو ایک طرف تقریباً تین ہزار اشعار منتخب اور چیدہ چیدہ اشعار سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملے گا اور دوسری طرف مختلف ادوار کی شاعری کے متعلق رائے قائم کرنے میں سہولت ہوگی۔ اس کے علاوہ تقریباً ساڑھے تین سو شعرا کے مختصر حالات ایک جگہ مل جائیں گے

ہم خرما و ہم ثواب

سائز ۲۶ × ۲۲ صفحات ۴۸۸ قیمت دو روپے (عہ)

مکتبہ جامعہ، دہلی، نئی دہلی، لاہور